تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ مَسِيۡرَةَ شَهۡرٍ (حضرت محمدؐ)

مجھے ایک مہینے کی مسافت کے برابر رُعب سے نوازا ہے

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ‌ؕ سَاُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ (الانفال:13)

(یاد کرو) جب تیرا ربّ فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں ثبات بخشو۔ مَیں ضرور ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب ڈال دوں گا۔

تری ایک ایک ادا صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ
تیری ہر آن پہ سو جان سے جاؤں واری
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
وانچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

معزز سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ مجھے ایسی فضیلتیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں جو یہ ہیں:

اوّل: نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ مَسِيۡرَةَ شَهۡرٍ کہ مجھے ایک مہینے کی مسافت کے برابر رُعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

دوم: جُعِلَتۡ لِىَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِدًا وَّ طَهُوۡرًا فَاَيۡنَمَا اَدۡرَكَ الرَّجُلَ مِنۡ اُمَّتِىَ الصَّلٰوةُ يُصَلِّىۡ کہ ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنادی گئی ہے۔ جہاں بھی میری امت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب والوں کو عبادت کرنے کے لئے عبادت خانے میں جانا پڑتا ہے۔

سوم: اُعۡطِيۡتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمۡ يُعۡطَ نَبِيٌّ قَبۡلِىۡ کہ مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔

چہارم: بُعِثۡتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَكَانَ النَّبِىُّ يُبۡعَثُ اِلٰى قَوۡمِهٖ خَاصَّةً کہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کے لئے نبی مبعوث ہوتا رہا۔

(سنن نسائی کتاب الغسل و التیمم از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر:33)

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق یہ تین امور مزید بیان ہوئے ہیں۔

پنجم: اُعۡطِيۡتُ جَوَامِعَ الۡكَلِمِ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ یعنی ایسے مختصر الفاظ جو کثیر معانی ہوتے ہیں۔

ششم: اُحِلَّتۡ لِىَ الۡغَنَآئِمُ کہ غنیمتیں میرے لئے جائز کی گئی ہیں۔

ہفتم: خُتِمَ بِىَ النَّبِيُّوۡنَ کہ میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگائی گئی ہے۔

(مسلم کتاب المساجد)

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ
اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ فِی اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ

(مسند احمد بن حنبل:17295)

کہ مَیں لَوحِ محفوظ میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین قرار پایا ہوں جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔
نیز بعض روایات میں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی کو میرے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا کی فضیلتوں کا ذکر ملتا ہے۔

(متفق علیہ)

عزیز بھائیو! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن سات فضیلتوں میں سے پہلی فضیلت "نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ" آج میری تقریر کا موضوع ہے۔ جس کے معانی ہیں کہ کہ مہینہ بھر کی مسافت سے دشمنوں پر طاری ہو جانے والے رعب سے میری نصرت کی گئی۔
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی"
(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)
سامعین! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ دس دن چلنے والے کو ملنے والی روشنی کا اندازہ ممکن نہیں اور جس کی زندگی کی ہر حرکت وسکون ایک ایک لمحہ سب اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے محبوب کے عشق میں گزرے اس کا وجود کس قدر نورانی ہو گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اتباع کا حق ادا کیا اور اپنے قلبِ صافی کو قلبِ محمدؐ کا آئینہ بنا لیا۔ اصل اور عکس ہم رنگ ہو گئے۔

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزماںؑ ہے

موضوعِ سخن کے الفاظ مختلف الفاظ میں ملتے ہیں جیسے ایک جگہ مروی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَی الْعُدُوِّ

(صحیح مسلم حدیث:523)

یعنی دشمن پر رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔
اِسی حوالہ سے حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَیُرْعَبُ مِنِّی الْعَدُوُّ عَنْ مَسِیْرَةِ شَهْرٍ

(مسند احمد حدیث 21337)

یعنی رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے پس دشمن مجھ سے ایک ماہ میں جتنی مسافت طے ہو جاتی ہے اتنی دوری پر ہی وہ مرعوب ہو جاتا ہے۔ یہ ایک استعارہ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ دشمنوں پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا اتنا رعب تھا کہ وہ آپؐ کے نام کی ہیبت سے کانپنے لگتے۔

امام ترمذی اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:
کہ جب آپؐ کی رعب کے ذریعے مدد کی گئی تو آپؐ کو ایسے لشکر عطا کئے گئے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے لشکر کسی اور رسول کو عطا نہیں کئے گئے اور جہاں کہیں بھی ایک ماہ کی مسافت پر آپؐ کا ذکر کیا جاتا تو دشمن کا دل دہل جاتا اور وہ اسی جگہ پست ہمت ہو جاتا۔

(ترمذی نوادر الاصول فی احادیث الرسولؐ)

سامعین! ایک طرف تو دشمن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب طاری ہو جاتا تھا تو دوسری طرف اگر کوئی غیر آپؐ کو پہلی مرتبہ دیکھتا تو وہ بھی آپؐ کی بارعب اور باوقار شخصیت سے مرعوب ہو جاتا تھا مگر جونہی وہ آپؐ کے قریب آتا اس کا دل مطمئن ہو جاتا اور اس کا سارا خوف ختم ہو جاتا تھا۔ حضرت ہند بن ابی ہالہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات والاصفات کے لحاظ سے عظیم تھے اور دوسروں کے نزدیک معظم اور باوقار تھے۔

(ترمذی، الشمائل المحمدیۃ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل پاک میں اس طرح بیٹھے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے علاوہ کسی میں آپؐ کے ساتھ گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

(محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الهدی والرشاد، جلد 7)

سامعین! حضرت ابو رمثہ طبیب روایت کرتے ہیں کہ مَیں جب مدینہ منورہ میں آیا تو مَیں نے ابھی رسول اللہؐ کی زیارت نہیں کی تھی۔ اچانک آپؐ باہر تشریف لائے اور آپؐ نے دو سبز کپڑے زیب تن فرما رکھے تھے، مَیں نے اپنے بیٹے سے کہا خدا کی قسم! یہی اللہ کے رسول ہیں۔ پس میرا بیٹا رسول اللہؐ کے رعب و دبدبے کے باعث کانپنے لگا۔

(مسند احمد جلد 2)

اس رعب و دبدبہ کا یہ عالَم تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو بھی مخاطب فرما دیتے تو اسی وقت اس پر آپؐ کا رعب و جلال طاری ہو جاتا۔ چنانچہ حضرت ابو مسعود بدریؓ بیان کرتے ہیں۔
مَیں اپنے غلام کو مار رہا تھا مَیں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کسی نے کہا: ابو مسعود! جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی تمہیں اس غلام پر ہے۔ مَیں غصے کی وجہ سے اس ہستی کی طرف توجہ نہ کر رہا تھا حتیٰ کہ وہ مجھ پر چھا گئے۔ مَیں نے دیکھا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب مَیں نے آپؐ کو دیکھا تو آپؐ کی ہیبت کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے نیچے گر پڑا۔

(سبل الهدی والرشاد جلد 7)

سامعین! قرآن کریم کی آیت سَنُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بے شک ابوسفیان کو تمہاری طرف سے سخت دھچکا لگا ہے اور وہ مکہ لوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا۔
غزوۂ احد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لے آئے اور کفار نے مکہ کی راہ لی مگر آپؐ کو قریش کی دوبارہ لشکر کشی کی خبر ملی تو آپؐ صحابہؓ کے ساتھ حمراء الاسد مقام تک تشریف لے گئے۔ غزوہ حمراء الاسد کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:
”...... احد کے مجاہدین جن میں سے اکثر زخمی تھے اپنے زخموں کو باندھ کر اپنے آقا کے ساتھ ہو لئے اور لکھا ہے کہ اس موقعہ پر مسلمان ایسی خوشی اور جوش کے ساتھ نکلے کہ جیسے کوئی فاتح لشکر فتح کے بعد دشمن کے تعاقب میں نکلتا ہے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپؐ حمراء الاسد میں پہنچے ...... اب چونکہ شام ہو چکی تھی۔ آپؐ نے یہیں ڈیرا ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میدان میں مختلف مقامات پر آگ روشن کر دی جاوے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے حمراء الاسد کے میدان میں پانچ سو آگیں شعلہ زن ہو گئیں جو ہر دور سے دیکھنے والے کے دل کو مرعوب کرتی تھیں۔ غالباً اسی موقعہ پر قبیلہ خزاعہ کا ایک مشرک رئیس معبد نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے احد کے مقتولین کے متعلق اظہار ہمدردی کی اور پھر اپنے راستہ پر روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن جب وہ مقام رَوحاء میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ قریش کا لشکر

وہاں ڈیرا ڈالے پڑا ہے اور مدینہ کی طرف واپس چلنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ معبد فوراً ابو سفیان کے پاس گیا اور اسے جا کر کہنے لگا کہ تم کیا کرنے لگے ہو؟ واللہ! میں تو ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کو حمراء الاسد میں چھوڑ کر آیا ہوں اور ایسا بارعب لشکر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور احد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی بھسم کر جائیں گے۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں پر معبد کی ان باتوں سے ایسا رعب پڑا کہ وہ مدینہ کی طرف لَوٹنے کا ارادہ ترک کر کے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر قریش کے اس طرح بھاگ نکلنے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپؐ نے خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ یہ خدا کا رعب ہے جو اس نے کفار کے دلوں پر مسلط کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے حمراء الاسد میں دو تین دن اَور قیام فرمایا۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 505)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے انبیاء پر اپنی چھ فضیلتیں بیان فرمائیں جن میں سے ایک 'نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ' تھی (صحیح مسلم کتاب المساجد)۔ ہمیں آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں ایسے کئی مواقع ملتے ہیں جہاں غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر دوسروں کے دلوں پر آپؐ کا رعب بٹھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابو جہل کے مرعوب ہونے کے متعلق ایک اور روایت بھی آتی ہے جس سے پتا لگتا ہے کہ خدائی سنت اسی طرح پر ہے کہ جو لوگ خدا کے مرسلین کے سامنے زیادہ بیباک ہوتے ہیں عموماً انہیں پر خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کا رعب زیادہ مسلط کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اراشہ نامی شخص مکہ میں کچھ اونٹ بیچنے آیا اور ابو جہل نے اس سے یہ اونٹ خرید لئے مگر اونٹوں پر قبضہ کر لینے کے بعد قیمت ادا کرنے میں حیل وحجت کرنے لگا۔ اس پر اراشہ جو مکہ میں ایک اجنبی اور بے یار و مددگار تھا بہت پریشان ہوا اور چند دن تک ابو جہل کی منت سماجت کرنے کے بعد وہ آخر ایک دن جبکہ بعض رؤسا قریش کعبۃ اللہ کے پاس مجلس جمائے بیٹھے تھے، ان لوگوں کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے معززینِ قریش! آپ میں سے ایک شخص ابو الحکم نے میرے اونٹوں کی قیمت دبا رکھی ہے۔ آپ مہربانی کر کے مجھے یہ قیمت دلوا دیں۔ قریش کو شرارت جو سوجھی تو کہنے لگے ایک شخص یہاں محمد بن عبد اللہ نامی رہتا ہے تم اس کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں قیمت دلا دے گا اور اس سے غرض ان کی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بہر حال انکار ہی کریں گے اور اس طرح باہر کے لوگوں میں آپؐ کی سُبکی اور ہنسی ہو گی۔ جب اراشہ وہاں سے لَوٹا تو قریش نے اُس کے پیچھے پیچھے ایک آدمی کر دیا کہ دیکھو! کیا تماشا بنتا ہے؟ چنانچہ اراشہ اپنی سادگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ

"مَیں ایک مسافر آدمی ہوں اور آپ کے شہر کے ایک رئیس ابو الحکم نے میری رقم دبا رکھی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ مجھے یہ رقم دلوا سکتے ہیں۔ پس آپ مہربانی کر کے مجھے میری رقم دلوا دیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے کہ چلو مَیں تمہارے ساتھ چلتا ہوں چنانچہ آپؐ اسے لے کر ابو جہل کے مکان پر آئے اور دروازے پر دستک دی۔

ابو جہل باہر آیا تو آپؐ کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا اور خاموشی کے ساتھ آپؐ کا منہ دیکھنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا:

"یہ شخص کہتا ہے کہ اس کے پیسے آپ کی طرف نکلتے ہیں۔ یہ ایک مسافر ہے آپ اس کا حق کیوں نہیں دیتے؟"

اس وقت ابو جہل کا رنگ فق ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔ محمد! ٹھہرو۔ میں ابھی اس کی رقم لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ اندر گیا اور اراشہ کی رقم لا کر اُسی وقت اس کے حوالے کر دی۔ اراشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت شکریہ ادا کیا اور واپس آکر قریش کی اسی مجلس میں پھر گیا اور وہاں جا کر ان کا بھی شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے مجھے ایک بہت ہی اچھے آدمی کا پتہ بتایا۔ خدا اسے جزائے خیر دے اس نے اسی وقت میری رقم دلا دی۔ رؤساء قریش کے منہ میں زبان بند تھی اور وہ ایک دوسرے کی طرف حیران ہو کر دیکھ رہے تھے۔ جب اراشہ چلا گیا تو انہوں نے اس آدمی سے دریافت کیا جو اراشہ کے پیچھے پیچھے ابو جہل کے مکان تک گیا کہ کیا قصہ ہوا ہے۔ اس نے کہا۔

"وَاللہِ! مَیں نے تو ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے اور وہ یہ کہ جب محمد نے جا کر ابو الحکم کے دروازہ پر دستک دی اور ابو الحکم نے باہر آکر محمد کو دیکھا تو اس وقت اس کی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک قالب بے روح ہے اور جوں ہی کہ اسے محمد نے کہا کہ اس کی رقم ادا کر دو، اسی وقت اس نے اندر سے پائی پائی لا کر سامنے رکھ دی۔"

تھوڑی دیر کے بعد ابو جہل بھی اس مجلس میں آ پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی سب لوگ اس کے پیچھے ہو لیے کہ اے ابو الحکم! تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ محمد سے اس قدر ڈر گئے۔ اس نے کہا۔

"خدا کی قسم! جب میں نے محمد کو اپنے دروازے پر دیکھا، تو مجھے یوں نظر آیا کہ اس کے ساتھ لگا ہوا ایک مست اور غضبناک اونٹ کھڑا ہے اور مَیں سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی چون وچرا کروں گا تو وہ مجھے چبا جائے گا۔"

(سیرت ابنِ ہشام از سیرت خاتم النبیین صفحہ 162-163)

پھر آپؓ ایک اَور مثال دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"پہلی خصوصیت آپؐ کی یہ ہے کہ آپؐ کو ایک مہینہ کی مسافت کے اندازے کے مطابق خدا داد رعب عطا کیا گیا۔ چنانچہ تاریخِ اسلام اِس بات کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بظاہر کمزوری اور فقر کی حالت کے باوجود دہر دشمن آپؐ کے خداداد رعب سے کانپتا تھا حتّٰی کہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ دشمن نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک قلیل تعداد لے کر اِس کے مقابلے کے واسطے نکلے تو وہ آپؐ کی آمد کی خبر سنتے ہی بھاگ گیا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس زمانہ کے سب سے بڑے بادشاہ قیصر روم کو ایک تبلیغی خط لکھا تو اُس نے آپؐ کے حالات سن کر کہا کہ اگر مَیں اِس نبی کے پاس پہنچ سکوں تو آپ کے پاؤں دھونے میں اپنی سعادت سمجھوں"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 23)

سامعین! کسریٰ کے بادشاہ نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ عرب میں جو نیا مدعی نبوت پیدا ہوا ہے تم اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ یمن کے گورنر نے دو آدمی بھجوائے۔ گورنر یمن نے اپنے سپاہیوں کو بھیجتے ہوئے ان کے ذریعہ آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ آپ کا قصور کیا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ چلے آئیں۔ میں آپ کی سفارش کر کے شاہ ایران کے پاس بھجوا دوں گا کہ اگر اس شخص کا کوئی قصور بھی ہے تو اسے معاف کر دیا جائے۔ وہ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں گورنر یمن نے آپ کو اپنے ساتھ لانے کے لئے بھیجا ہے اور یہ یہ پیغام بھی دیا ہے اگر آپ نے انکار کیا تو بادشاہ کی فوجیں عرب پر دھاوا بول دیں گی اور تمام ملک ایک مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا اس لئے مناسب یہی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں۔ گورنر یمن نے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کی سفارش کر دیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں اس کا جواب تمہیں کل دوں گا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی شروع کی کہ وہ اس معاملہ میں آپ کی مدد فرمائے۔ دوسرے دن جب وہ ملے تو آپؐ نے فرمایا۔ **دیکھو! اپنے گورنر سے جا کر کہہ دو کہ میرے خدا نے آج رات تمہارے خداوند کو مار دیا ہے۔** ایرانی لوگ اپنے بادشاہ کو خداوند کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ اپنے آپ پر اور اپنی قوم پر رحم کیجئے اور ہمارے ساتھ چلئے۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں جواب تو دے دیا ہے۔ جاؤ اور گورنر یمن کو یہی بات کہہ دو۔ وہ واپس آ گئے اور گورنر یمن پریشان بھی ہوا۔ چند دنوں بعد نئے فرمانروا کا پیغام یوں موصول ہوا کہ

جس میں یہ لکھا تھا کہ ہمارا باپ نہایت ظالم اور سفاک انسان تھا اور اس نے تمام ملک میں ایک تباہی مچا رکھی تھی۔ ہم نے فلاں رات اسے مار دیا ہے اور اب ہم خود اس کی جگہ تخت پر بیٹھ گئے ہیں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی مملکت کے لوگوں سے ہماری اطاعت کا اقرار لو اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہی سفاکیوں میں سے جو ہمارے باپ نے کیں ایک یہ بھی سفاکی تھی کہ اس نے عرب کے ایک شخص کے متعلق لکھا تھا کہ اسے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھجوا دیا جائے، ہم اس حکم کو منسوخ کرتے ہیں۔

(ماخوذ از سیر روحانی جلد دوم صفحہ 47-49)

بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی نصرت ہر موقع پر فرما کر ان کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہے، فکروں کو دور فرما دیتا ہے اور اپنی تائیدات کے نظارے دکھاتا ہے اور ان نظاروں کی انتہا اور معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہم پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے بے انتہا واقعات ہیں جہاں ہمیں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نظر آتی ہے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات سے بھری پڑی ہے.....

جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح فرشتوں کی فوج کے ذریعے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت فرماتا رہا۔

آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے دعویٰ نبوت کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ دشمن ہر موقع پر آپؐ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا رہا اور جیسا کہ تمام انبیاء سے ہوتا چلا آیا ہے دشمن کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ابتداء میں ہی نبی کو نقصان پہنچا کر یا اس کی جماعت کو نقصان پہنچا کر ختم کر دیا جائے۔ یا ایسی صورت حال پیدا کرنے کی کوشش کی جائے

جس سے نبی کا دعویٰ جھوٹا ہونے کا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کوشش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے زمانے میں ہوئی۔ آپؐ کے ماننے والوں پر سختیاں کی گئیں، آپؐ پر بے انتہا ظلم کئے گئے، آپؐ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا جس کی وجہ سے آپؐ کے خاندان کو اور آپؐ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو شعب ابی طالب میں ان ظلموں سے بچنے کے لئے جانا پڑا اور وہاں تقریباً تین سال تک رہے۔ وہاں خوراک کا کوئی ایسا ذخیرہ تو تھا نہیں۔ کچھ عرصہ بعد بھوک اور پیاس کی سختیاں سب کو، بچوں کو اور بوڑھوں کو اور عورتوں کو برداشت کرنی پڑیں۔ بھوک اور پیاس سے بچے، بڑے سب بیقرار تھے۔ حالت یہ تھی کہ ایک صحابی نے رات کے وقت چلتے ہوئے اپنے پاؤں کے نیچے آنے والی کسی نرم چیز کو اٹھا کر کھا لیا کہ اپنی بھوک مٹا سکیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے آج تک نہیں پتہ لگا کہ مَیں نے کیا کھایا تھا۔ بہرحال تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمادیا کہ بائیکاٹ کا معاہدہ جو قریش کے بعض قبائل نے کیا تھا اور جس کی وجہ سے آپؐ کو اپنے خاندان سمیت شعب ابی طالب کی گھاٹی میں جانا پڑا اور وہاں جاکے رہنا پڑا۔ یہ معاہدہ کعبہ کی دیوار پر لٹکایا گیا تھا تا کہ ہر ایک قبیلے کو پتہ لگ جائے اور کوئی خلاف ورزی نہ کرے۔ اس معاہدے کے بارے میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چچا ابو طالب سے فرمایا کہ مجھے میرے خدا نے بتایا ہے کہ جو معاہدہ کعبہ کی دیوار پر لٹکایا گیا ہے وہ تمام کا تمام کیڑے نے کھا لیا ہے اور صرف خدا کا نام اس پر باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ ابو طالب نے خانہ کعبہ جاکر قریش کے بڑے بڑے سردار جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان سے کہا کہ اس طرح میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ اس معاہدے کو دیکھنے گئے تو اس کی حالت بالکل وہی تھی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ چنانچہ اس پر جو نرم دل سرداران قریش تھے انہوں نے کہا اب بہت ہو چکی کیونکہ پہلے بھی ان میں سے بعضوں کے دل نرم ہو رہے تھے اور وہ چاہتے تھے یہ کسی طرح ختم ہو، اس لئے قطع تعلقی اب بند ہونی چاہئے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہی تھی جس کی وجہ سے معاہدہ اس طرح ختم ہوا..... یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ہی تھی جس نے ایسا انتظام فرمادیا۔ اس معاہدے کا کچھ بھی نہ رہا اور چند شرفاء کے دل میں اس وجہ سے خوف اور ہمدردی کے جذبات بھی پیدا ہوئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں تائید و نصرت کی ہوائیں چلاتا ہے۔ ایسے مواقع دکھاتا ہے جو غیروں کو بھی نظر آئیں۔ گو راستے میں عارضی مشکلات آتی ہیں لیکن آخر کار خدا کا گروہ ہی غالب آتا ہے اور اس وعدے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کی وجہ سے انبیاء اور ان کی جماعتیں اللہ کے پیغام کو آگے بھی پہنچاتی ہیں اور اس کے ساتھ چمٹی رہتی ہیں اور باوجود سختیاں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے ان کے قدم پیچھے نہیں ہٹتے اور ان کے دلوں میں کبھی غیر اللہ کا کوئی خوف پیدا نہیں ہوتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام نبیوں کے سردار، خاتم الانبیاء تھے آپؐ پر بھی مشکلات کے بہت زیادہ ایسے موقع آئے جو زیادہ کڑی مشکلات تھیں، بہت زیادہ سخت مشکلات تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے غیر معمولی نظارے بھی دکھائے۔"

(خطبہ جمعہ 23 جون 2006ء)

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوءِ ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا۔ مَیں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں، لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 174)

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

تا بمن نور رسولِ پاک را بنمودہ اند
عشق او در دل ہمی جوشد چو آب از آبشار

تاجدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہِ ملک وملّت ملجاءِ ہر خاکسار

کامران آن دِل کہ زد در راہ او از صدق گام
نیک بخت آں سر کہ میدارد سرآں شہسوار

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 26-27)

اے نبی اللہ! مَیں تیرے بال بال پر فدا ہوں اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب کو قربان کر دوں۔ جب سے مجھے رسول پاک کا نور دکھایا گیا تب سے اس کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشار میں سے پانی۔ وہ ہفت کشور کا شہنشاہ اور مشرق و مغرب کا آفتاب ہے دین و دنیا کا بادشاہ اور ہر خاکسار کی پناہ ہے۔ کامیاب ہو گیا وہ دل جو صدق و وفا کے ساتھ اس کی راہ پر چلا خوش قسمت ہے وہ سر جو اس شہسوار سے تعلق رکھتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

✡✡✡✡